OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

مظفر گڑھ کی ادبی ترقی میں مظہر قلندرانی کی شاعری کا فکری جائزہ

An intellectual review of Mazhar Qalandrani's poetry in the literary development of Muzaffargarh

Dr. Nazia Rahat
Lecturer Urdu University of Okara.
Email: naziashaukat27@gmail.com

Received on: 08-10-2024 Accepted on: 12-11-2024

Abstract

This analytical based study basically deals with the literary development of Muzaffargarh. The region Muzaffargarh is considered one of the important and historical region of Punjab in Pakistan as it has produced lot of literary personalities i.e. Dr. Maher Abdul Haq, Pathany Khan, Hafiz Abdul Aziz Pirharvi and many others are very remarkable. The study looks the literature of the district with different personalities but the focus is the contemporary poet Mazhar Qalandrani. He earned a good name in especially Urdu poetry and His Ghazals are good in poetry. The article explores and highlights not his poetry but also analyze nature of poetry and its thematic concept that Mzahar poetry reflects.

Keyword: Muzaffar Garh, Baseera, Urdu, Poetry, Ghazal.

تعارف

ضلع مظفر گڑھ کی تاریخ صدیوں پرانی ہے۔ یہاں پر قبل از مسیح سے آبادی کے نشانات اور شواہد ملتے ہیں۔ ضلع مظفر گڑھ دریائے چناب کے دہانے پر واقع ہے جب کہ دریائے سندھ بھی ضلع مظفر گڑھ کی حدود سے ہوتا ہوا گزرتا ہے اس طرح یہ ضلع دو دریاؤں کا درمیانی علاقہ ہے اب جتنی قدیم ان دریاؤں کی تاریخ ہے اتنی ہی قدیم تاریخ مظفر گڑھ کی ہے ملتان ایک قدیم اور تاریخی شہر ہے ضلع مظفر گڑھ اور ملتان کی سرحدیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ دریائے چناب کے مشرقی کنارے پر ملتان اور مغربی کنارے پر مظفر گڑھ واقع ہے۔ ملتان اور اس سے ملحقہ علاقوں کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے جتنی ملتان کی تاریخ پرانی ہے ملتان کی قدامت کے حوالے کرم الٰہی اپنی کتاب "تاریخ ملتان پانچ ہزار قبل از مسیح سے دورہ ہنر تک میں یوں رقم طراز ہوتے ہیں کہ ہم ملتان کی قدامت سے انکار نہیں کر سکتے یہ چھ ہزار ق۔م میں کشیپ بودہ کے نام سے موجود تھا اور نئی صدی ق م میں جب آریوں کے قافلے وادی سندھ میں اترے تو ملتان بری اور آبی دونوں راستوں کے لحاظ سے وادی سندھ کے ممتاز شہروں ہڑپہ اور موہنجوداڑہ کو ملانے والا مرکزی شہر تھا۔(1)

ضلع مظفر گڑھ کی تاریخ علم ادب اور ثقافت کے حوالے سے کافی پرانی ہے اسلام کی آمد سے پہلے صوفیا کرام نے جب برصغیر کا رخ کیا تو ملتان شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ اور یہاں سے اپنی تبلیغ کا آغاز کیا اس نسبت سے ملتان کو شہر اولیاء کا لقب دیا گیا اور حضرت بہاؤالدین زکریا اور حضرت شاہ شمس جیسے اولیاء اس زمین پر اپنا بہرا کیا اور ملتان شہر کے گردونواح میں غیر مسلموں نے قلمی طیبہ پڑھا اور دارہ اسلام میں داخل ہوئے اس

حوالے سے مقالہ نگار میمونہ یوسف اپنے مقالے میں رقم طراز ہیں۔ ملتان کی علمی وادبی روایات بہت پرانی ہیں اسلام کی آمد کے بعد جب صوفیا کرام نے برصغیر کا رخ کیا تو ملتان شہر کی جانب سینکڑوں اولیاء واصحاب نے رخ کیا اس نسبت سے ملتان کو شہر اولیاء بھی کیا گیا ہے۔ حضرت بہاؤالدین زکریا اور حضرت شاہ شمس جیسے ولی اس سرزمین پر آءے تو ان کے آنے سے اسی طرح ملتان کے گردونواح میں بھی بہت سے اولیاء نے تبلیغ کی اور ڈیرے لگائے ان کی تعلیمات کے زیر اثر یہاں کے غیر مسلموں نے اسلام قبول کر لیا۔2

عارف حسین ملک اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ملتان اور اس کے ملحقہ علاقوں کی باقائدہ تاریخ کا پو سن ہجری کے قرب وجود میں ملتا ہے اور اس وقت ملتان کا علاقہ بشمول مظفر گڑھنا سندھ کے زیر تسلط تھا اور ابتدائی طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ ۵۰۰ میں یہاں رائے خاندان کی حکومت تھی اور یہ خاندان ہندو دھرم میں اپنی خاص پہچان رکھتا تھا۔(3) اسلام کی آمد کے بعد کی تاریخ میں ان علاقوں میں مسلمانوں کی آمد کا پتہ اس وقت ملتا ہے۔ جب حجاج بن یوسف ایک لشکر کو برصغیر کی طرف بھیجتا ہے جس کی سربراہی محمد بن قاسم نے کی پیشگر دیبل کا قلعہ فتح کرتا ہے اور راجہ داہر کو شکست دے کر بڑھتے بڑھتے ملتان تک آن پہنچتا ہے اور محمد بن قاسم کی آمد کے اثرات ضلع مظفر گڑھ کے علاقوں پر بھی پڑے یعنی لیہ، کروڑ لعل عیسن وغیرہ۔ جو محمد بن قاسم نے فتح کیے وہ ضلع مظفر گڑھ ہی کی حدود میں رہ چکے ہیں اس کے علاوہ رنگ پور، احمد پور سیال اور مراد آباد وغیرہ کے علاقوں سے ہوتے ہوئے محمد بن قاسم ملتان آئے اس کے بعد مختلف ادوار میں ضلع مظفر اور ملتان کے علاقے مختلف خاندانوں کے زیر اثر تسلط رہے مثلاً راجپوتوں کی ایک قوم سمبرائے عربوں کو شکست دی اور ملتان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد "سمراء" قوم کو "سمراء" قوم نے شکست دی جو کہ سندھی نسل ہیں ان کے حکمران جام کہلاتے تھے۔

مظفر گڑھ کے شعرا میں ایک نام نواز صدیقی کا ہے۔ 1937 میں دائرہ دین پناہ میں پیدا ہوئے اور کالج میں تبدیلی تھی فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں ان کی کتاب سادگی ہے تمنا کے نام سے شائع ہوئی۔ ایک اور شہر مشتاق سبقت ہیں ان کی بنیادی شاعری تو سرائیکی میں لیکن اردو میں بھی تبا آزمائی کرتے رہے ہیں سبقت 1964 کو مظفر اباد میں پیدا ہوئے جبکہ ان کے رہائش مظفر گڑھ میں ہے والد کا نام خیر محمد ہے جو پی ٹی سی ٹیچر رہے ہیں انہوں نے بھی کئی طرح کی سرائیکی اور اردو شاعری کی جس میں ان کے کئی مجموعے ہیں۔ اسی طرح حق نواز خرم کا نام بھی ہے یہ 1968 میں مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے ان کے والد بھی ٹیچر تھے پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور محنت مزدوری کی اس کے بعد درزی بن گئے حق نواز مختلف اخبارات میں بھی لکھتے رہے ہیں اور ان کا شیری مجموعہ راتیں ٹھہر گا ہیں بھی منظر عام پہ ایا 2003 میں فوت ہو گئے۔

مظفر گڑھ کے ایک اور بہت ہی مشہور شاعر جعفر خاکی ہیں غلام جعفر ان کا سنامہ یہ پانچ مارچ 1969 کو خاندان میں پیدا ہوئے ایم اے اردو اور ایم اے سرائیکی ہیں اور اس طرح بہت سارے شاعری مجموعے ہیں۔ مظفر گڑھ شور میں ایک اور نام ریاض عارف کا ہے اصل نام ریاض حسین ہے قلمی نام بھی از ارف ہے ایریاز عارف 1971 کو گرمانی چوکریسی کے قریب پیدا ہوئے سرائکی اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں شاعری کے اندر 1990 کی دہائی میں سامنے کافی اچھے شاعر ہیں۔ ایک اور نام سعید اختر کا ہے اصل نام سعید ہے یکم مارد 1972 کو عبدالمجید کے گھر مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے ایم اے اردو بی اتر تعلیم حاصل کی پرائیویٹ درس وتدریس کا سلسلہ کرتے رہے ہیں شہری کا اغاز

میں کیا۔ کر کے شورہ میں ایک نام راشد ترین ہے اسلم راشد بلال قلمی نام راش ترین ہے تاج محمد کے گھر یکم جنوری 1979 کو پیدا ہوئے موزہ عالی جاہ مظفر گڑھ تھا شاعری میں مضطر بخاری کے شاگرد ہیں اس کے علاوہ رضا ٹیوانہ کے بھی قریبی دوستوں میں سے ہیں رضا کے سے مشورہ سخن کرتے رہے ہیں اسی طرح غزل اور ناظم میں شاعری کی رومانوی موضوعات زیادہ پائے جاتے ہیں ان کے شعری مجموعہ ریت پر سفر محبت ہار دی اؤلوٹ جاتے ہیں بہت اہم ہیں اس کے ساتھ ساتھ کئی اور مجموعہ بھی زیر طبع ہیں۔ اگر مظفر گڑھ میں شورہ کو دیکھا جائے تو ان میں ایک اور اہم نام جو ہے وہ خیال امروہی کا ہے خیال کہ ہمیں پاکستان کے بعد بنیادی طور پر ہجرت کر کے مظفر گڑھ اکر مقیم ہو گئے اور یہیں کے ہو گئے انہوں نے اپنی شاعری کو خصوصیات اور منفرد اسلوب کی بنیاد پر ترتیب دیا ان کی شاعری سب سے جدا اور لگ اس لیے بھی نظراتی ہے کہ انہوں نے معاشرتی اور سماجی ناانصافیوں اور مشکلات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا جیسا کہ ایک شعر میں لکھتے ہیں میرے بچوں کا لہو چاٹ کے زینے والے فکر فرداب کی کڑی ظرف سے ڈرتا کیوں ہے کہ عالم روہی نے ایک منفرد انداز اپنایا اور شاعری کو یہاں پہ نہایت ہی مقبول بنا دیا اردو شاعری ان کی مرہون منت ہے۔ خیال کے بارے میں تو بہت سارے لوگوں نے لکھا ہے مگر بقول جعفر بلوچ کے خیال ایک اہم شاعر ہیں اور وہ 1930 میں ہندوستان امروہا میں پیدا ہوئے میں 1955 میں پاکستان اگئے اور یہیں کے ہو گا اسی طرح انہوں نے یہاں کئی ادبی اور علمی تحریکوں کے سم میں حصہ لیا اور ان سے وابستہ رہے خیال امروہی اپنی سوچ فکر اور خیالات کی بنیاد پر ایک ترقی پسند شیر قرار دیے جاتے ہیں زندگی کے جمود کو توڑنے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا انہیں ایک ہی پن سے کیا تھی نفرت تھی۔ کے بارے میں مسعود کا خیال یہ ہے کہ وہ ایک خوبصورت اشعار کہنے والے شاعر تھے مگر زندگی کے اخری ایام تنگدستی میں گزرے۔ جائے ایک حادثہ بھی تھا کہ اس حادثے کے سبب ان کی ٹانگوں میں فریکچر ایا روز زخمی ہوئے اور ان کی ادبی سرگرمیاں بھی محدود ہو گئی اور زندگی کی خوبصورتی بھی تبدیل ہوتے رہ گئی ڈاکٹر خیال امروہی کا انتقال 2009 میں صبح کی صبح ہوا اور لیا کے اندر ان کو دفن کیا گیا۔ اور اہم نام مضطر بخاری کا ہے فیصل امام رضوی ان کے متعلق لکھتے ہیں تو یہ مستر کا اصل ہم سید مظفر حسین شاہ ہے وہ 1936 میں پیدا ہوئے اور اس وقت وہ جالندھر میں پیدا ہوئے مگر بعد میں ہجرت کر کے راولپنڈی ہے اور پھر لاہور اور لاہور سے فیصل اباد گئے پھر شور کوٹ اور اسی طرح شور کوٹ سے بالا خر 1993 میں مظفر گڑھ میں انہوں نے قیام کیا اور پھر یہیں رہے۔ امام کا یہ کہنا ہے کہ ان کی چھ کتابیں تسلسل کے ساتھ شائع ہوئی جن میں نیند سے پہلے اواز نہ دینا وغیرہ اہم ہے۔ مظفر گڑھ میں انشورہ کے علاوہ اور بھی بہت سارے شعراء ہیں جن میں حسین سرمد نواب جلال مظفر خان فاتح پرواز بجنوری حکیم یامین سید فاتح واسطی وغیرہ نہایت نمایاں ہیں جنہوں نے یہاں اردو شاعری بالخصوص غزل کی روایت کو کافی اگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

مظہر قلندرانی 1963 میں مظفر گڑھ کے نزدیکی قصبے بصیرہ کے مقام پر پیدا ہوا۔ ان کے والد استاد تھے اور خود مظہر کا پیشہ بھی تدریس ہے۔ قوم قلندرانی ہے جو کہ بلوچوں کی ایک شاخ ہے۔ مظہر کا تعلق ایک علمی گھرانے سے ہے اور اس کے دیگر بھائی بھی سلسلہ تدریس سے وابستہ ہیں۔ بقول ان کے کے شاعری بچپن سے ان کے حصے میں آئی ہے۔ مادری زبان سرائیکی ہونے کے باوجود اردو سے شغف ہے اور زبان میں

شاعری سے لگاؤ زیادہ ہے ۔ اگر اردو شعر و ادب کے اندر روایت کو دیکھا جائے تو اسے بہت سارے اشعار ہیں جو کئی صدیاں گزرنے کے بعد بھی زندہ ہیں اور اس کی ایک اہم وجہ اردو شورہ کے اندر ہزاروں شعراء کی کی گئی کاوشیں ہیں جس سے عصری تقاضوں کے مطابق فنی اور فکری میارات کو ہمیشہ زندہ رکھنے میں ان کا خاصہ رہا ہے انسانی در خل اور اصرار الموس سے بھرپور مختلف اشعار جو ہیں کسی کلیت اور خاص پیانے میں ان کو ڈھالا نہیں جا سکتا البتہ ان سے بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ شاعری کو اگر دیکھا جائے تو ایسے میں اردو غزل کو ہمیشہ اولین حیثیت حاصل رہی ہے اور اس لحاظ سے غزل کے اندر عام طور پر احد بااحد نائن اتجربات اور مشاہدہ کو دیکھا گیا ہے جس کی بدولت میں صرف انسان کی داخلی اور خارجی دنیا کو سمجھنے میں مدد ملی بلکہ انسانی بیانیہ اور اس بیان کی صاف اور پیدااری کو نہ حاصل مضبوط کیا گیا بلکہ شعر کہنے والا زندہ رہا اور اس نے چیزوں کو زندہ بھی رکھا اس لیے اس کو جاودانی عطا کرنے پڑتی ہے اس لحاظ سے اگر شاعری کو دیکھا جائے تو شاعری ہر ایک شاعر کا کام نہیں ہے نہ ہر فرد کا کام ہے بہت سارے لوگ اپنے مخصوص انداز میں شاعری کو دوام بخشتے ہیں انہی طرح کا ایک شاعر جو ہے اس کا نام مظہر ہے جس میں جہاں دیدہ انداز میں شاعری کو نہ صرف اہمیت دی بلکہ انہوں نے شاعری کو محفوظ رکھا۔ نظر کی شاعری کے فنی اور فکری جائزے کو دیکھا جائے تو ایک بات واضح ہوتی ہے کہ اس نے شاعری کے ذریعے زندگی کو سمجھنا ہے اور سمجھانے میں بہت اہم کردار ادا کیا زندگی دینے کا مطلب کیا ہے اور زندگی کو کیسے محفوظ بنایا جاتا ہے مظہر نے شاعری کے ذریعے ان پہلو کی خوب عقاصے کی اور بہت ساری شاعری کی ماہیت سے خوب واقف ہو کر منفرد انداز میں لوگوں تک اسے پہنچایا ان کا اس کا یہ مخصوص انداز اور منفرد بیانیہ شاعری کے اندر نہ صرف جان ڈالتا ہے بلکہ افراد کو شیر پڑھنے کے لیے بھی دلچسپی کی طرف مائل کرتا ہے۔ شاعری کو دلچسپ بنایا اس کے اشعار کو دیکھا جائے تو روایات کثرت رکھتے ہیں اور جدت کے پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ وقت کے سانچے میں ڈھلتے جاتے ہیں اس طرح اگر یہ بھی دیکھا جائے تو انہوں نے ایک کیفیت کے انداز میں شاعری کی ہے اور جس کی مثال یہ ہے کہ اشعار کی شکل میں ایک قدرتی منظر نظر آرہا ہے کہ قدرت کیسی ہے نیچر کیسی ہے فطرت کیسی ہے اور اگر دیکھا جائے تو ایسے لگتا ہے کہ لطف کی ابشاریں ان کی شاعری کے اندر موجود ہیں اور ان کا اشعار پڑھنا اور سمجھنا تو دور کی باتیں مگر کوئی ان کو اشعار کو دیکھ لے تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے انہوں نے ان اشعار سے خوب سیکھائے ان کی ساخت لسانیت مانگیت اسلوبیت اور فکری جو انداز ہے وہ نہایت جاندار ہے اور یوں ایسا لگتا ہے جیسے کہ مجسم پیکر اور ان کو دیکھتے اور سنتے رہنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مظہر قلنرانی مختلف انداز کا شاعر ہے اس کا مختلف اسلوب بیاں ہے اور اس کے خیال میں شیری دنیا انسان کی داخلی اور خارجی دنیا ہے۔ کائنات کے قائی رموز اور اصرار سے اگاہ بھی ہے اور اس سے پوشیدہ بھی ہیں اور کائنات کے اندر بشری جمالیت بھی اپنا ایک خاص پہلو رکھتی ہے۔اصلی اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو بے شمار واقعات ایسے ہوتے ہیں جو ضروری ہوتے ہیں ان واقعات میں محبت احساس اور لطیف جذبات نمایاں ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ شاعر ایسا اسلوب اور بیانیہ اختیار کرتا ہے جس کے ذریعے وہ ان احساسات کو عام لوگوں کے اندر داخل کر دیتا ہے اور ان کو پڑھ کر انسان کے اندر ایک تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ طور پر یہ فکر سوچ کی ایک گہرائی ہے اور یہ اتنی اسانی سے نہیں بنتی اس کے لیے الفاظ تک چناؤ نمایاں ہوتا ہے اور انداز سادہ اور پر لطف و ناضروری ہے مظہر قلندرانی کے خیال میں اشعار پھوٹتے نظر انے چاہیے اور اس

کی شاعری کی امد شاعری ہے جو کانٹ کی محتاج نہ ہو ایک مخصوص پیکر میں ڈال کر کاغذوں کے اوپر منعقص ہو جائے اور پڑھنے سے نئے معنی اور مفاہیم نکلیں تو محسوس ہو کہ یہ اصل میں یہی اشعار انسانی زندگی کے ترجمان ہیں اس کے خیال میں زبان پہ دسترس ہونی چاہیے اور منفرد اشعار کہنے پہ شاعر کو قادر ہونا چاہیے۔

اس سے پہلے کہ ہم بچھڑ جائیں
جنوری کی اداس شاموں میں
رنگ بھر دیں ہواجالوں کا آو
کیفے میں بیٹھ کر دونوں
ایک ہی کپ میں چائے پیتے ہیں
اور آنکھوں سے بات کرتے ہیں۔۔

ایک اور شعر میں کہتے ہیں

مجھے اپنی آنکھیں چومنے دو
آسیب ذرا اک کمرے میں
میں شب بھر جاگتا رہتا ہوں
مجھے روحیں آکر ملتی ہیں

مظہر اپنی شاعری میں درد و غم کو بھی نمایاں قرار دیتا ہے اس کے خیال میں درد و غم بھی انسانی زندگی کا حصہ ہے کہ انسان ان سے بچ نہیں سکتا کبھی یہ غم دورہ کا روپ دھار کا انسان کے اندر پائے جاتے ہیں اور اتر جاتے ہیں اور اس سے کبھی غم دور بھی ہو جاتے ہیں ہمیں جانا بن کر درد کی میٹھی میٹھی یہ جو ہے تھیں ان تک پہنچائی جاتی ہے اور جیسا کہ اس کے خیال میں یہی غم غالب بن کر ان کے اندر بستے ہیں اور کوئی میر بن کر چیخ ہوتا ہے اور انسو بہا کر درد و غم کے دیوان جمع کر لیتا ہے اس کے خیال میں عاشقوں کا ورد سا غم ہے اور محبت کرنے والوں کا سرمایہ غم ہوتے ہیں اور یہ غم محبوب کی عطا ہوتے ہیں چاہیے چھاتی کے دار کیوں نہ بن جائیں یا شاعر کے خیال میں عاشق عشق کے انداگوں کا مٹانا گوارا نہیں کرتے عشق اور عاشقی کی واردات سے غم بطور جاگیر عطا ہوتے ہیں اس لیے ان کے کلام میں درد کی لمبی تصویریں کھینچی ہیں وہ ان تاروں کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں جب ان کا کلام پڑھ کر پتہ چلے کہ اس میں کیا درد ہے اور انکھیں غمناک ہو جائیں انسان اور شاعر دونوں خود رو رہے ہوں اور دوسروں کو بھی رلا رہے ہیں۔ مزہ قلندررانی کی شاعری کا بغور مشاہدہ کیا جائے تو ایک اور صفہ ان کا گہرا مشاہدہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کی شاعری مشاہداتی اور تجرباتی شاعری ہے وہ معاشرے کی کھلی انکھ سے دیکھتے ہیں وہ مشاہدہ کرتے وقت زندگی کے ہر پہلو پر نظر رکھتے ہیں مظہر کی

شاعری میں تعلق اور موسیقیت کی خوبی بھی پائی جاتی ہے ان کے کلام کا مطالعہ ایسے لگتا ہے جیسے ہم سر تال اور موسیقی کے پاس چلے گئے ہوں اپنی شاعری میں ترنم اور موسیقیت پیدا کرتے ہیں مذہب چھوٹی بہر کے ساتھ طویل باہر کا بھی استعمال کرتے ہیں جو کہ دیگر شعراء کے ہاں کم دکھائی دیتا ہے اگر کوئی گونا گوں خصوصیات کی مینار پر انہوں نے نہ صرف اردو ناظم جدید منفرد لب ولہجے سے روشناز قیام بلکہ اسے عصری تقاضوں سے ہم اہنگ کا بھی کر دیا ہے مظہر قلندرانی فکری حوالے سے جدید شاعر ہیں ان کی شاعری کے لب ولہجے اور اسلوب میں تازگی اور نمایاں توانائی کا رنگ واہم اہل بی ان کی شاعری حسن کے جلووں سے مالامال اور عشق جذبوں سے بھرپور ہے۔ گویا مظہر ایک خوبصورت لب ولہجے کا شاعر ہے وہ اچھی ادائیگی کرتا ہے اس کے انداز میں اداسی کا پہلو بھی ہے احساس سننے والوں کو وہ سحر زدہ بھی کرتا ہے مسور کن تلس میں جکڑ لیتا ہے اس کی شاعری بہت مزین ہے اور زندگی کی تلخیوں سے ہاتھ ملا کر جیتا ہے اس لیے ہم یہی کہہ سکتے ہیں وہ ایک تخلیق کار ہے وہ محبت کا خوف ہے اور بہترین انداز میں وہ شاعری کو ترتیب دیے ہوئے ہے اس کی شاعری کی فکری حیثیت نہایت نمایاں ہے اپنے شاعری مشاہدے کے اندر فنی سفر باطن سے شروع کرتا ہے اور ایک انکھ سے دیکھتا ہے اور باطن سے دیکھتا ہے دنیا کی سیر کرتا ہے خوب مشاہدہ رکھتا ہے دستروں سے فن رکھتا ہے اور اس میں ڈھلتا جاتا ہے اس کے خیالات کا دھارا قلم وہ کرتاس کے ساتھ چھوڑ جائے اخر میں یہ اس تباہات غلط نہ ہو گا کہ مظہر اپنے ماحول کا بہترین بیانیہ تخلیق کرنے والا شاعر ہے۔

References

1. Karam Ilahi, Tareekh Multan, Lahore, 1978, P.88
2. District Gazetteer M.Garh, 1929.
3. Budh Khair Muhammad, Tareekh Muzaffargarh, 2008,P.17
4. Ibid
5. Arif Hussain, Tareekh ALipur, N.D. P.30
6. Ibid
7. Mazhar Qalandrani, Lahu Libady, Muzaffargarh,2013, P.30
8. Ibid